

درس ترمذی شریف

افادات: حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ

ضبط و ترتیب: مولانا مفتی عبدالنعم حقانی

معاون مفتی دارالافتاء جامعہ حقانیہ

اسلامی معاشرہ کے لازمی خدوخال جامع امام ترمذی کے ابواب البر والصلۃ کے درسی افادات

باب ما جاء فی البخل

بخل کا بیان

حدثنا أبو حفص عمرو بن علی، ثنا أبو داؤد ثنا صدقة بن موسى، ثنا مالك بن دينار عن عبد الله بن غالب الحدانی عن أبي سعيد الخدري قال: قال رسول الله ﷺ: خصلتان لا اجتماعان في مؤمن: البخل وسوء الخلق..... وفي الباب عن أبي هريرة..... هذا حديث غريب لا نعرفه إلا من حديث صدقة بن موسى ترجمه: حضرت ابوسعید خدریؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دو خصلتیں ہیں کہ یہ دونوں کسی مومن میں جمع نہیں ہو سکتیں۔ ایک بخل، اور دوسری بد اخلاقی۔ اس باب میں حضرت ابو ہریرہؓ سے بھی روایت ہوئی ہے۔ یہ حدیث غریب ہے ہم اسے صدقہ بن موسیٰ کی حدیث کے علاوہ کسی اور طریق سے نہیں پہچانتے۔

بخل کیا ہے؟ شرع کی اصطلاح میں انسان کے ذمہ جن مواقع میں مال خرچ کرنا شرعاً واجب ہے، ان مالی شرعی واجبات کو چھوڑنے کا نام بخل ہے۔ اور سخاء اس کی ضد ہے، گزشتہ باب میں سخاوت کا بیان تھا۔ اب اس کا منفی پہلو یعنی بخل کا بیان کیا جاتا ہے۔ گزشتہ باب میں سخاء کی فضیلت کے ضمن میں بھی بخل کی مذمت کی گئی تھی لیکن مزید وضاحت کی خاطر امام ترمذیؒ نے بخل کے مذموم ہونے کے بارے میں مستقل باب قائم کر کے اس باب میں تین روایات ذکر کی ہیں۔ پہلی روایت کا حاصل یہ ہے کہ بخل اور بد اخلاقی مومن کی صفات میں سے نہیں ہیں۔ مومن کے ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ وہ اپنے آپ میں بخل اور بد اخلاقی نہ ہونے دیں۔

خصلتان لا اجتماعان فی مؤمن البخل وسوء الخلق: اس میں یہ بتایا گیا ہے کہ دو صفتیں، بخل اور بد اخلاقی، مومن میں جمع نہیں ہو سکتیں۔ اس کا مقصد یہ تو یہ ہے کہ یہ دونوں خصلتیں کمال ایمان کے منافی ہیں۔ یعنی یہ دونوں خصلتیں جس میں موجود ہوں تو وہ کامل مومن نہیں ہے، اگرچہ نفس مومن وہ بھی ہے۔

○ یا اس کا مطلب یہ ہے کہ لاتجتماع الخ لفظاً خبر ہے لیکن معنی انشاء ہے۔ یعنی لاینبغی ان یجتمع البخل وسوء الخلق فی مومن مناسب نہیں ہے کہ کسی مومن میں بخل اور بداخلاقی جمع ہوں یعنی مومن کو چاہیے کہ اپنے آپ کو اس سے پوری طرح بچائے کہ کسی کو یہ کہنے کا موقع نہ ملے کہ مومن بھی ہے اور بخیل بھی ○ یا مراد یہ ہے کہ یہ دو خصلتیں اپنے کمال اور انتہائی درجہ کے ساتھ کسی مومن میں جمع نہیں ہو سکتیں کہ کسی بھی وقت بخل اور بداخلاقی اس سے علیحدہ نہ ہو۔ یعنی بخل اس درجے کا اس میں موجود ہو کہ کسی بھی وقت کوئی بھی شرعی مالی فرض و واجب کو ادا نہ کرتا ہو۔ اور اس کو برا بھی نہ سمجھتا ہو تو پھر یہ درجہ بخل کا یقیناً ایمان کے ساتھ منافی ہے۔ اس درجہ کا بخیل مومن نہیں ہو سکتا۔ لیکن اگر کوئی آدمی ایسا ہو کہ بعض وقت بخل کرتا ہو اور بعض وقت نہ کرتا ہو بلکہ بعض مالی فرائض و واجبات کو ادا کرتا ہو اسی طرح بعض وقت یا بعض امور میں بداخلاقی کرتا ہو لیکن اس پر دوام و اصرار نہ کرتا ہو یا اس کا نفس تو بخل اور بداخلاقی کی طرف اسے دعوت دیتا ہو لیکن وہ ان باتوں پر اپنے نفس کو ملامت کرتا ہو تو یہ شخص مومن ہے اور یہ اسی حدیث کا مصداق نہیں ہے۔

حدثنا احمد بن منيع ثنا يزيد بن هارون ثنا صدقة بن موسى عن
فرقد السبخي عن مرة الطيب عن ابي بكر الصديق عن النبي ﷺ قال:
”لا يدخل الجنة خب ولا بخیل ولا منان“ هذا حديث حسن غريب
ترجمہ: حضرت ابو بکر صدیقؓ جناب رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ
: جنت میں داخل نہ ہوگا، دھوکہ باز، بخیل اور احسان جتانے والا۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔

لا يدخل الجنة خب الخ: خب خا کے فتح ساتھ ہے اور کسرہ خا کے ساتھ بھی استعمال ہوتا ہے۔ اور اس کا
معنی ہے خداع۔ یعنی دھوکہ باز اور زیادہ دھوکہ دینے والا۔ یعنی چالاک، چار سو میں۔ لالچی، مکر و فریب کرنے والا۔
دھوکہ دینے والا۔ یعنی اس کی فطرت میں دھوکہ اور خداع موجود ہے۔ کبھی کبھی ایسا دھوکہ باز آدمی ظاہر میں بڑا شیخ اور
صوفی معلوم ہوتا ہے۔ تبلیغ بھی کرتا ہے۔ جہاد میں بھی جاتا ہے لیکن فطرت میں خداع اور دھوکہ دہی راسخ ہوتا ہے۔
جب بھی موقع پالیتا ہے سادہ لوح مسلمانوں کو دھوکہ دے کر انہیں نقصان پہنچاتا ہے۔ کبھی دھوکہ دے کر ان کا مال لوٹتا
ہے کبھی انہیں جانی نقصان دیتا ہے۔

ولا بخیل ولا منان: بخیل اور احسان جتانے والا آدمی بھی جنت میں نہ جائے گا۔ اس حدیث میں بھی یہ
تفصیل ہے کہ اس قسم کے لوگوں کے متعلق جو یہ وعید ذکر ہے کہ وہ جنت میں داخل نہیں ہوں گے، تو اس کا مطلب یہ ہے
کہ دخول اولیٰ کے ساتھ داخل نہیں ہوں گے۔ ہاں ان جرائم کی سزا پانے کے بعد داخل ہو سکیں گے۔ یا اس کا
مطلب یہ ہے کہ وہ جنت میں داخل نہ ہوں گے۔

جب وہ اس قبیح صفت سے پاک ہو جائے یعنی یا تو دنیا میں اس سے توبہ کر کے پاک ہو جائے۔ یا آخرت میں اس کی مناسب سزا پانے کے بعد اس قبیح صفت سے پاک ہو جائے اور یا یہ کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و احسان سے اس کو معاف کر کے پاک صاف بنادے تو اب جنت میں جانے کا مانع موجود نہ ہونے کی وجہ سے داخل ہو سکیں گے۔

اور یا اس کا مطلب یہ ہے کہ ذاتی طور سے خود ان قبیح صفات کا اثر تو یہ ہے کہ جنت میں داخل نہ ہو لیکن یہ ذاتی خاصیت کبھی کبھی عوارض کی وجہ سے اثر انداز نہیں ہو سکتی۔ مثلاً کوئی خاص جڑی بوٹی کسی خاص مرض کا علاج ہوتی ہے لیکن عوارض کی وجہ سے تخلف ہو سکتا ہے۔ اس وجہ سے بعض دفعہ اس دوا کو استعمال کرنے کے باوجود مرض نہیں جاتا۔ اسی طرح ان قبیح صفات کا ذاتی اثر تو یہ ہے کہ ان کا متصف آدمی جنت میں داخل نہ ہوگا لیکن ہو سکتا ہے کہ ایمان و دیگر اعمال صالحہ کی وجہ سے ان کا یہ اثر ظاہر نہ ہو اور ان صفات کے باوجود کوئی سبیل دخول جنت کا نکل سکے۔

ولامنان: یہ لفظ منہ سے مأخوذ ہے اس اعتبار سے اس کا معنی ہے بہت احسان جتانے والا۔ یعنی جو آدمی فقراء کو کچھ صدقہ و خیرات دینے کے بعد ان پر احسان جتاتا ہو کہ گزشتہ سال تجھ کو اتنا دیا تھا وغیرہ تو اس سے وہ صدقہ و خیرات برباد ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری ہے: لا یبطلوا صدقاتکم باليمن والاذی (الایۃ) یعنی تم اپنے کئے ہوئے صدقات کو احسان جتانے اور طعن و تشنیع کرنے سے ضائع مت کرو۔

یہ لفظ من سے مأخوذ ہے جو کہ قطع کے معنی میں آتا ہے۔ فلہم اجر غیر ممنون (الایۃ) اذی غیر مقطوع۔ یعنی ان ایمان اور عمل صالح والوں کے لئے ختم نہ ہونے والا اجر ملے گا۔ اس اعتبار سے لفظ ”نمان“ کا معنی قاطع الرحم اور جن تعلقات کو اللہ تعالیٰ نے ملانے کا حکم فرمایا ہے ان تعلقات کو قطع کرنے والوں کیلئے یہ وعید شدید مذکور ہے۔ مثلاً کوئی آدمی دو تین دن کسی رشتہ دار کے ساتھ حسن سلوک کرے اور کچھ عطیہ وغیرہ دے دے اور پھر ان کی طرف سے کوئی ناگواری دیکھے تو فوراً ان کیساتھ احسانات کا سلسلہ قطع کر دے کہ یا اس نے تو مجھے سلام نہیں کیا۔

حضرت ابو بکر صدیقؓ نے جب قسم کی کہ میں حضرت مسطحؓ کے ساتھ پھر کچھ مالی تعاون نہ کروں گا کیونکہ وہ بھی منافقین کا حضرت عائشہؓ پر تہمت لگانے میں لاشعوری طور پر کسی قدر شریک ہوا تھا۔ اس بارے میں قرآن کریم کی آیت نازل ہوئی اور اس قسم کی حرکت سے منع فرمایا: ولا یاتل اولو الفضل منکم والسعة ان یؤتوا اولی السقربی (الایۃ) یعنی خاوندان مال و وسعت تم میں سے قریبی رشتہ داروں کو عطیات و صدقات دینے سے قسم نہ کرے۔ اس پر حضرت ابو بکر صدیقؓ روئے اور احسانات کا سلسلہ برقرار رکھا۔

حدثنا محمد بن رافع ثنا عبد الرزاق عن بشر بن رافع عن یحییٰ بن ابی کثیر عن ابی مسلمة عن ابی ہریرۃ قال: قال رسول اللہ ﷺ ”المؤمن غر کریم و الفاجر خب لئیم“ هذا ما یستعمل فی الامم هذا الوجه۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مومن سادہ لوح، سخی اور عزتمند ہوتا ہے۔ اور فاجر دھوکہ باز اور بخیل ہوتا ہے۔ یہ حدیث غریب ہے، ہم اسے اس طریق کے علاوہ نہیں پہچانتے۔

غیر: اس کا معنی ہے سادہ لوح۔ اور ایک اور روایت میں آتا ہے: اهل الجنة بلہ، یعنی جنت والے بھی سادہ لوگ ہوتے ہیں۔ یعنی جو ہر کسی پر حسن ظن رکھتا ہے۔ اس کا دل پاک و صاف ہوتا ہے۔ خود مکار اور فریب گرنہ ہونے کی وجہ سے لوگوں کی چالاکوں سے بھی ناواقف ہوتا ہے اس وجہ سے بسا اوقات دھوکہ کھاتا ہے۔

کریم: غر ساتھ کریم ملا کر اس طرف اشارہ فرمایا کہ مومن دونوں صفتوں کا جامع ہوتا ہے۔ یعنی اس میں جو سادگی ہوتی اور وہ جو لوگوں کے دھوکے میں آتا ہے۔ یہ اس کے جہل کی وجہ سے نہیں بلکہ یہ اس وجہ سے ہے کہ وہ کریم خوش اخلاق ہوتا ہے اور سخاوت طبع کی وجہ سے دنیوی امور اور معاملات میں تسامح اور چشم پوشی سے کام لیتا ہے۔ پس یہ اس کے کریمانہ اخلاق ہیں اس کے جہل اور بے عقلی نہیں ہے۔

خب لئیم: یعنی فاجر دھوکہ باز اور بخیل و بد اخلاقی ہوتا ہے۔ اس حدیث میں لفظ غر 'خب کی ضد ہے۔ اور لفظ کریم لئیم کی ضد ہے۔ پس غر کا معنی ہے سادہ لوح، سادہ مزاج اور خب کا معنی ہے دھوکہ باز اور مفید خداع اور چالاک۔ اسی طرح کریم تمام حسنات کیلئے جامع لفظ ہے۔ اور لئیم تمام بری صفات کے لئے جامع ہے۔

باب ما جاء فی السنفقہ علی الأهل

اپنے اہل و عیال پر خرچ کرنے کا بیان

حدثنا أحمد بن محمد ثنا عبد الله بن المبارك عن شعبة عن عدي بن ثابت عن عبد الله بن يزيد عن أبي مسعود الانصاري عن النبي ﷺ قال: نفقة الرجل على أهله صدقة..... وفي الباب عن عبد الله بن عمرو و عمرو بن أمية و أبي هريرة..... هذه حديث حسن صحيح.

ترجمہ: حضرت ابو مسعود انصاریؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”آدمی کا اپنے اہل و عیال پر خرچ کرنا صدقہ ہے۔“ اس باب میں حضرت عبداللہ بن عمر و ابن عمر و ابن امیہ اور حضرت ابو ہریرہؓ سے بھی روایات ہوئی ہیں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

اہل و عیال پر خرچ کرنا: اس روایت میں جناب رسول اللہ ﷺ نے یہ تنبیہ دی ہے کہ آدمی کا اپنے اہل و عیال پر خرچ کرنا صدقہ ہے۔ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل و عیال پر خرچ کرنے سے صدقہ کا ثواب اس وقت ملتا ہے جب کہ آدمی کی نیت ثواب اور صدقہ کی ہو۔ اور ان سے آخرت کے اجر کا طلب گار ہو ورنہ اپنے اہل و

عیال پر خرچ کرنا چونکہ دراصل اپنی استعداد کے مطابق واجب ہے۔ پس اگر اس کی نیت اجر و ثواب حاصل کرنا نہ ہو تو پھر اس کے ذمہ سے واجب تو ساقط ہوگا لیکن صدقہ کا اجر و ثواب اس کو نہ ملے گا۔

اپنے اہل و عیال پر حسب استعداد خرچ کرنا تمام مسلمانوں میں رائج ہے اور وہ اس کو اپنے دستور کے مطابق اپنا عینی، اخلاقی اور شرعی فریضہ سمجھتے ہیں اور شرعاً یہ اس پر واجب بھی ہے۔ اور اس میں کوتاہی کرنے سے وہ گنہگار ہوگا۔ لیکن حدیث پاک میں اس کو صدقہ کہنے سے اس بات کی تنبیہ ہوتی ہے کہ کوئی یہ نہ سمجھے کہ اس واجب کو ادا کرنے سے ان کو اجر نہیں ملے گا۔ کیونکہ یہ بھی صدقہ ہے بلکہ نفلی صدقہ سے بہتر ہے۔ اس وجہ سے آنے والی روایت میں اپنے اہل و عیال پر خرچ کرنے والے دینار کو بہتر دینار کہا گیا ہے۔ اور شریعت مقدسہ میں اپنے اہل و عیال پر خرچ کرنے کو صدقات پر مقدم رکھا گیا ہے۔ لیکن اس میں یہ بات ضروری ہے کہ مسلمان اس کو صدقہ اور ثواب کا کام سمجھ کرے کہ اہل و عیال اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے اور ان پر خرچ کرنا میرا مذہبی فرض ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اس سے صدقہ و خیرات کا اجر بھی عطا فرماتا ہے۔..... اس معاملہ میں اب صرف اصلاح نیت کی ضرورت ہے جب صدقہ و ثواب کی نیت سے کوئی مسلمان اپنے اہل و عیال پر خرچ کرتا رہے۔ تو اپنی زندگی میں اپنا شرعی اور اخلاقی فریضہ ادا کرنے کے ساتھ مفت میں لاکھوں کروڑوں صدقات کا اجر و ثواب بھی حاصل کرے گا۔

حدثنا قتيبة ثنا حماد بن زيد عن ايوب عن ابي قلابه عن ابي اسماء عن ثوبان عن النبي ﷺ قال: أفضل الدينار دينار ينفقة الرجل على عياله ودينار ينفقة الرجل على دابته في سبيل الله - ودينار ينفقة الرجل على اصحابه في سبيل الله قال ابو قلابه بد بالعيال ثم قال: وای رجل اعظم اجرا من رجل ينفق على عياله صغار يعفهم الله به و يغنيهم الله به“ هذا حديث حسن صحيح

ترجمہ: حضرت ثوبانؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ نے فرمایا: سب سے بہتر دینار وہ دینار ہے جسے کوئی آدمی اپنے عیال پر خرچ کرتا ہے اور وہ دینار ہے جو کوئی اپنے دابہ پر اللہ کی راہ میں خرچ کرے اور وہ دینار ہے جسے آدمی اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنے ساتھیوں پر خرچ کرے۔ حضرت ابو قلابہؓ نے فرمایا کہ (اس حدیث میں) سب سے پہلے اہل و عیال کا ذکر فرمایا ہے اور پھر ابو قلابہ نے فرمایا کہ اس آدمی سے زیادہ بڑا اجر حاصل کرنے والا کون ہوگا جو کہ اپنے چھوٹے اہل و عیال پر خرچ کرتا ہے (اور) اسی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ان کا احتیاج ختم فرماتا ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے تو ضیح و تشریح:

اس حدیث میں انفاق کے بعض مصارف کی نشاندہی کر کے اس میں مال لگانے کی ترغیب دی گئی ہے۔ اپنے اہل و عیال پر خرچ کرنا جہاد کی نیت سے گھوڑا وغیرہ پال کر اس پر خرچ کرنا۔ اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنے ساتھیوں پر خرچ کرنا یہ تین مواقع مال لگانے کے بہترین نصاب ہیں۔ اور ان تینوں میں سب سے پہلے اہل

وعیال پر خرچ کا ذکر فرمایا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان تین مصارف میں بھی پہلا مصرف سب سے زیادہ بہتر ہے۔ یعنی اپنے اہل و عیال پر خرچ کرنا سب سے زیادہ اجر و ثواب کا باعث ہے۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ وابدأ بمن تسعول یعنی اتفاق میں سب سے پہلے اپنے اہل و عیال پر شروع کرو۔ حاصل یہ کہ اپنے اہل و عیال بیوی بچوں پر خرچ کرنا آدمی کے ذمہ فرض ہے۔ ان کو اس طرح نان و نفقہ دینے بغیر چھوڑنا کہ وہ دوسروں سے سوال کرنے یا ناجائز ذرائع معاش اختیار کرنے پر مجبور ہو جائیں اور اس حالت میں دوسرے مصارف خیر میں مال لگانا شرعاً غلط ہے پہلے اپنے اہل و عیال کی ضروریات پوری کر کے اسکے بعد حسب استعداد پوری فیاضی کیساتھ دوسرے مصارف میں مال لگانا چاہیے۔

دوبہ پر خرچ کرنا: دوسرے نمبر پر اللہ کی راہ میں جہاد کے لئے پالے ہوئے گھوڑے پر خرچ کرنا زیادہ اجر و ثواب کا باعث ہے۔ اس زمانے کے اعتبار سے جہاد کے لئے گھوڑوں کی اہمیت بہت زیادہ تھی اور اس زمانے میں کوئی آدمی دین اسلام کے تحفظ کے لئے جدید اسلحہ مثلاً کلاشنکوف، راکٹ لانچر، ٹینک، ایٹم بم اور میزائل وغیرہ بنانے میں مال لگائے تو اس کو بھی اللہ تعالیٰ یہ اجر عطا فرمائے گا، اور یہ چیزیں مال لگانے کے بہترین مصارف میں سے ہے۔

اللہ کی راہ میں ساتھیوں پر خرچ کرنا: بہتر مال وہ ہے جو کوئی آدمی اللہ تعالیٰ کے راستے میں اپنے ساتھیوں پر خرچ کرے۔ مثلاً علم دین سیکھنے والے طلبہ کرام جو ہیں یہ سب اللہ کی راہ میں ہے۔ ایک ہی دارالعلوم میں ہونے کی حیثیت سے یا ایک ہی درجے میں پڑھنے والے پھر بالخصوص ایک ہی کمرے میں رہنے والے ایک دوسرے کے ساتھی ہیں۔ کسی ایک طالب علم کو اللہ تعالیٰ نے وسعت دی ہے تو اس کیلئے اللہ کی راہ میں مال لگانے کیلئے بہترین مصرف یہ ہے کہ اپنے طالب علم ساتھیوں پر خرچ کریں خصوصاً جو ساتھی غریب اور نادار ہو اس کے ساتھ حصول علم کے مصارف میں مالی تعاون کرنا صدقہ جاریہ اور بہت ہی اجر و ثواب کا کام ہے۔

اسی طرح جہاد میں جانے والے ساتھی خواہ فوجی ہوں یا رضا کار مجاہدین ان کا اپنے ساتھیوں پر خرچ کرنا کسی ساتھی کے لئے سفر جہاد کی ضروریات مہیا کرنا، تاکہ وہ غربت اور ناداری کی وجہ سے جہاد میں جانے سے نہ رک جائے بہت ہی بڑے درجے کی قربانی اور اجر و ثواب کا باعث ہے۔ اسی طرح دعوت تبلیغ کے نام پر جو محنت ہو رہی ہے اس محنت کے لئے تبلیغی سفر کے لئے ٹکنا بھی خروج فی سبیل اللہ ہے۔ اور جماعت کے ساتھیوں پر خرچ کرنا اپنے خرچ سے کسی کو تبلیغ میں لے جانا اور تبلیغی سفر کی ضروریات کو پوری کرنا یہ بھی صدقہ جاریہ اور بہت بڑے ثواب کا کام ہے۔ اور کوئی اجتماعی اور دینی مقاصد کے لئے کوئی جلسہ منعقد ہوا ہو، دین اسلام کے تحفظ اور سر بلندی کی خاطر اس میں شرکت کرنا اور کسی دوسرے ساتھی کو اپنے خرچ سے لے جانا بھی یہی حکم رکھتا ہے یہ تمام صورتیں مال لگانے کے بہترین مصارف ہیں۔ عام مصارف کے نسبت ان مذکورہ مصارف میں مال لگانے سے زیادہ اجر و ثواب ملے گا۔